B.A. Part I

Sub. Urdu (Hons)

Sec. Poetry (شاعری)

paper - I

غزل کے فن سے واقفیت

Ghazal Ke Fan se Waquefiat

غزل اردو شاعری کی مشہور و معروف صنفِ سخن ہے۔ غزل مقبول بھی ہے۔ اس کی مخالفت بھی ہوئی۔ عظمت اللہ خان نے کہا کہ غزل کی گردن اڑا دینی چاہیے۔ حالی نے غزل کو سنڈاس سے بدتر کہا۔ مگر غزل شروع سے ہی ترقی کی راہ پر گامزن رہی۔ اور پروفیسر رشید احمد صدیقی نے اسے بجا طور پر اردو شاعری کی آبرو کہا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جب سے اردو میں تنقید کا آغاز ہوا غزل اسی وقت سے تنقید کا نشانہ بنتی رہی تو بے جا نہ ہوگا۔ لیکن اس کی مقبولیت اور شہرت میں کمی کے بجائے روز بروز اضافہ ہی ہوتا گیا۔ اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ غزل میں حالات کا مقابلہ کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔

غزل عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں عورتوں سے باتیں کرنا یا عورتوں کی باتیں کرنا یا حسن و عشق کی باتیں کرنا۔ غزل کو غزل کا نام بھی اسی لئے دیا گیا کہ شروع شروع میں اس کا موضوع حسن و عشق ہی ہوا کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ متقدمین شعراء کی غزلوں میں حسن و عشق کی کیفیات اور کرشمات ہے۔ لیکن مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اس کے موضوعات میں وسعت پیدا ہوتی گئی۔ اور دھیرے دھیرے غزل میں ہر طرح کے موضوعات و مضامین جگہ پانے لگے۔ اور آج حال یہ ہے کہ غزل میں ہر طرح کے مضمون کو پوری آزادی کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ اردو میں غزل عرب سے ہوتے ہوئے فارسی کے ذریعہ داخل ہوئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ مقبولِ عام ہوگئی۔

جہاں تک غزل کی خصوصیات کا تعلق ہے تو غزل کے تمام مصرعے ایک ہی وزن اور ایک ہی بحر میں ہوتے ہیں۔ غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ یا ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ غزل کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص پیش کرتا ہے۔ مقطع کہا جاتا ہے۔ مطلع اور مقطع کو غالب کے ان اشعار سے سمجھا جا سکتا ہے۔

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے — آخر اس درد کی دوا کیا ہے

ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے
ہم نے مانا کہ کچھ نہیں غالب
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

مذکورہ بالا اشعار میں پہلا شعر مطلع ہے اور دوسرا شعر مقطع کا ہے جس میں غالب نے اپنا تخلص پیش کیا ہے۔ "کیا ہے" ردیف ہے جو مطلع کے دونوں مصرعوں اور باقی اشعار کے دوسرے مصرعوں کے آخر میں دہرائی گئی ہے۔ ہوا، دوا، ماجرا، برا قوافی ہیں۔

غزل کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کا ہر شعر اپنے الگ معنی دیتا ہے۔ کبھی کبھی ایک شعر کا دوسرے اشعار سے موضوعی اور معنوی ربط ہوتا ہے۔ ایسی غزل کو غزل مسلسل کہا جاتا ہے۔ غزل کے سب سے عمدہ اور اچھے شعر کو شاہ بیت یا بیت الغزل کہا جاتا ہے۔ غزل ایک غنائی صنف سخن ہے۔ غنائیت و موسیقی سے اس کا گہرا ربط و تعلق ہے۔

غزل کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ دکن کا پہلا صاحب دیوان شاعر قلی قطب شاہ غزل گو بھی تھا۔ اس صنف میں دکن کے جن شعراء نے اپنا نام خاص طور پر پیدا کیا ان میں سراج دکنی اور ولی دکنی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ شمالی ہند میں غزل گوئی کی رفتار تو گویا ولی دکنی کے کلام کو دیکھ کر ہی یہاں کے شعراء اس جانب متوجہ ہوئے۔ ان میں شاہ حاتم، شاہ مبارک آبرو، مرزا مظہر جان جاناں کے نام اہم ہیں۔ ان شعراء کے بعد شمالی ہند میں غزل کے سنہری دور کا آغاز ہوتا ہے۔ اس دور کے مشہور شعراء میں میر، سودا اور درد ہیں۔

اس کے بعد جب دہلی اجڑتی ہے تو شاعری کی محفل لکھنؤ میں جمتی ہے۔ یہاں کے شاعروں میں مصحفی، انشاء اور جرأت قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد پھر ایک مرتبہ دہلی میں سکون و اطمینان کے بعد شعر و شاعری کی محفلیں پھر سے ہری ہوئیں۔ غالب، ذوق اور مومن جیسے باکمال شعراء اس دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ غالب نے غزل کو دنیا کو وسعت سے ہمکنار کیا اور نئی فکر سے آشنا کیا۔ مومن نے عشق کے میدان میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ اور ذوق نے زبان و بیان پر اتنا زور صرف کیا کہ غزل کا دامن کافی وسیع ہو گیا۔

ان لوگوں کے بعد تو غزل آج تک ترقی کے منازل و مدارج ہی طے کرتی رہی۔ اور آج بھی غزل پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ اور غزل کا مستقبل مزید تابناک اور روشن نظر آ رہا ہے۔ (غزل کے یہ مواد نور الحسن نقوی کی تاریخ ادب اردو سے مستفاد ہے)